QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

جدید معاشی نظام میں اجارہ کے دائرۂ کار سے متعلق ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے افکار کا تجزیاتی جائزہ

An Analytical Study of Dr. Muhammad Nejatullah Siddiqi's Views on the Scope of Ijārah in the Modern Economic System

Prof. Dr. Abdul Ghaffar
Chairman, Dept. of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Email: abdul.ghaffar@iub.edu.pk
Muhammad Shahzad Ali
CTI, Govt Boys Degree College Rajana
Email: muhammadalico340@gmail.com

Submission Date: 12 Feb 2026
Review Date: 25 Feb 2026
Acceptance Date: 27 Feb 2026
Publication Date: 02 Mar 2026

Article Link: https://alamir.com.pk/index.php/ojs/article/view/299

Abstract:
Dr. Muhammad Nejatullah Siddiqi, a leading scholar in Islamic economics, extensively analyzed the role of Ijarah (lease-based contracts) in modern financial systems. He emphasized that Ijarah offers a Shariah-compliant alternative to interest-based financial transactions by linking financial contracts to tangible assets and productive economic activities. His research underscores the relevance of traditional Islamic contracts in addressing contemporary economic challenges, including investment, risk management, and equitable wealth distribution.

According to Siddiqi, Ijarah's practical application in Islamic banking promotes transparency, justice, and accountability between financial institutions and clients. He highlighted that proper structuring of Ijarah contracts, such as Ijarah wa Iqtina (lease with eventual ownership), ensures both compliance with Shariah principles and economic efficiency. Moreover, Siddiqi warned against artificial or purely formalistic applications of Ijarah, emphasizing that contracts must involve real assets and clear terms to avoid financial and ethical risks.

Overall, Siddiqi's perspective demonstrates that Ijarah, when implemented according to Shariah guidelines, can strengthen modern Islamic financial systems by offering a viable, interest-free mechanism for investment and asset utilization. His insights serve as a guideline for policymakers and financial institutions to ensure that Ijarah contributes to economic stability, fairness, and sustainable growth.

Keywords: Ijarah, Islamic Economics, Dr. Muhammad Nejatullah Siddiqi, Islamic Banking, Shariah-compliant Finance, Modern Economy, Interest-free Financing.

1۔ تمہید

اسلامی معاشیات عصر حاضر میں ایک اہم علمی شعبہ کے طور پر ابھر کر سامنے آئی ہے جس کا بنیادی مقصد جدید معاشی نظام کے مسائل کا حل اسلامی اصولوں کی روشنی میں پیش کرنا ہے۔ بیسویں صدی کے اواخر میں جب اسلامی معاشیات پر باقاعدہ علمی کام کا آغاز ہوا تو متعدد مسلم مفکرین نے اس میدان میں نمایاں خدمات انجام دیں۔ ان مفکرین میں ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی کا نام نہایت اہمیت کا حامل ہے جنہوں نے اسلامی معاشیات اور اسلامی مالیاتی نظام کی فکری بنیادوں کو مضبوط بنانے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔[1]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تحریروں میں اسلامی معاشیات کے بنیادی اصولوں کے ساتھ ساتھ جدید معاشی مسائل کا گہرا تجزیہ بھی ملتا ہے۔ انہوں نے خصوصاً اسلامی بینکاری کے نظام، سود کے متبادل مالیاتی طریقوں اور مختلف اسلامی مالیاتی عقود کے عملی اطلاق پر مفصل بحث کی ہے۔ ان کے نزدیک اسلامی معاشی نظام کی کامیابی اس وقت ممکن ہے جب مالیاتی معاملات کو حقیقی معاشی سرگرمیوں اور اثاثوں کے ساتھ منسلک کیا جائے۔[2]

اسلامی مالیاتی عقود میں اجارہ کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ فقہ اسلامی میں اجارہ اس عقد کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی چیز کے استعمال یا کسی خدمت کو متعین معاوضے کے بدلے حاصل کیا جاتا ہے۔ جدید معاشی نظام میں اس عقد کو اسلامی بینکاری اور مالیاتی اداروں نے سرمایہ کاری اور مالیاتی لین دین کے ایک مؤثر طریقے کے طور پر اختیار کیا ہے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اجارہ نہ صرف ایک فقہی عقد ہے بلکہ جدید معاشی ضروریات کے مطابق ایک ایسا مالیاتی ذریعہ بھی ہے جو سودی نظام کے متبادل کے طور پر اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔[3]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے اپنی تحریروں میں اس امر پر زور دیا ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں کو اجارہ جیسے عقود کو اس کی اصل روح کے مطابق نافذ کرنا چاہیے تاکہ اسلامی معاشی نظام کے بنیادی مقاصد، یعنی عدل، شفافیت اور معاشرتی فلاح کو یقینی بنایا جاسکے۔ اسی تناظر میں ان کے افکار جدید اسلامی مالیاتی نظام کی تشکیل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔ اس مقالہ میں ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے افکار کا تحقیقی جائزہ لیا جائے گا اور یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی کہ جدید معیشت میں اجارہ کے دائرہ کار کے حوالے سے ان کی آراء کس حد تک اہم اور مؤثر ہیں۔

2۔ اجارہ کا مفہوم اور فقہی پس منظر

اسلامی فقہ میں اجارہ ایک معروف اور قدیم مالیاتی عقد ہے جس کے ذریعے کسی چیز کے منفعت یا کسی شخص کی خدمات کو ایک معین معاوضے کے عوض حاصل کیا جاتا ہے۔ فقہاء نے اجارہ کو جائز اور معتبر عقد قرار دیا ہے کیونکہ انسانی معاشرت میں خدمات اور اشیاء کے استعمال کی ضرورت ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ اسی وجہ سے اسلامی شریعت نے اس معاملہ کو واضح اصولوں کے ساتھ جائز قرار دیا تاکہ معاشی معاملات میں انصاف اور شفافیت قائم رہ سکے۔[4]

فقہ اسلامی میں اجارہ کی بنیادی طور پر دو اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ پہلی قسم اجارہ الاعیان ہے جس میں کسی چیز کے استعمال کے بدلے میں معاوضہ دیا جاتا ہے، جیسے مکان، زمین یا گاڑی کا کرایہ۔ دوسری قسم اجارہ الاشخاص ہے جس میں کسی شخص کی خدمات کو معاوضہ دے کر حاصل کیا جاتا ہے، جیسے مزدوری یا پیشہ ورانہ خدمات۔ ان دونوں صورتوں میں بنیادی شرط یہ ہے کہ منفعت واضح ہو، مدت متعین ہو اور معاوضہ معلوم ہو تاکہ کسی قسم کے نزاع یا ابہام کی صورت پیدا نہ ہو۔[5]

جدید معاشی نظام میں اجارہ کے تصور کو مزید وسعت حاصل ہوئی ہے۔ اسلامی بینکاری اور مالیاتی اداروں نے اس عقد کو مختلف مالیاتی معاملات میں استعمال کرنا شروع کیا ہے، خصوصاً اثاثہ جاتی مالیات (Asset Financing) میں اس کا کردار نمایاں ہے۔

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اجارہ اسلامی مالیاتی نظام کا ایک اہم ستون بن سکتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے سرمایہ کاری کو حقیقی اثاثوں کے ساتھ منسلک کیا جا سکتا ہے اور اس طرح سودی قرض کے متبادل کا ایک عملی طریقہ فراہم کیا جا سکتا ہے۔[6]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جدید معاشی اداروں کو اجارہ کے استعمال میں فقہی اصولوں کی پابندی کو یقینی بنانا چاہیے تاکہ اس عقد کی شرعی حیثیت برقرار رہے۔ ان کے نزدیک اگر اجارہ کو صحیح اصولوں کے مطابق نافذ کیا جائے تو یہ نہ صرف اسلامی بینکاری کے استحکام کا ذریعہ بن سکتا ہے بلکہ معاشی ترقی اور سرمایہ کاری کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

3۔ اجارہ کے بارے میں قرآن وحدیث سے رہنمائی

اسلامی معاشی نظام کی بنیاد قرآن و سنت کی تعلیمات پر قائم ہے۔ اجارہ چونکہ ایک معاشی اور سماجی ضرورت سے متعلق عقد ہے، اس لیے اس کے اصول اور رہنمائی بھی قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں مختلف انداز میں بیان کی گئی ہے۔ اسلامی شریعت نے انسانوں کے درمیان مالی معاملات میں عدل، شفافیت اور حقوق کی ادائیگی کو بنیادی حیثیت دی ہے، اور اجارہ کا عقد بھی انہی اصولوں کے تحت جائز قرار دیا گیا ہے۔

قرآن کریم میں اجرت اور خدمات کے معاوضے کے بارے میں واضح ہدایات موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اجارہ کی ایک عملی مثال بیان کی گئی ہے جہاں ایک شخص نے اپنی بیٹی کے نکاح کے بدلے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مقررہ مدت تک خدمت کرنے کا مطالبہ کیا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ[7]

"اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تم سے اس شرط پر کر دوں کہ تم آٹھ سال تک میری خدمت کرو۔"

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمات کے بدلے معاوضہ مقرر کرنا ایک جائز اور معروف معاملہ ہے۔ فقہاء نے اس آیت کو اجارہ کے جواز کی اہم دلیل قرار دیا ہے کیونکہ اس میں خدمت کے بدلے متعین مدت کے لیے معاہدہ کیا گیا ہے۔

اسی طرح احادیث نبویہ میں بھی مزدور اور اجیر کے حقوق کے بارے میں واضح تعلیمات موجود ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مزدور کے حق کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ"[8]

"مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کر دو۔"

یہ حدیث اس بات کی طرف رہنمائی کرتی ہے کہ اجارہ کے معاملات میں انصاف اور بروقت ادائیگی کو یقینی بنانا ضروری ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین اشخاص کے خلاف خود مدعی ہوں گے جن میں ایک وہ شخص بھی ہے جو کسی مزدور سے کام لے اور پھر اس کی مزدوری ادا نہ کرے۔[9]

اس ارشاد نبوی سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں اجارہ کے معاہدات میں حقوق کی ادائیگی کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔

ان قرآنی آیات اور احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلام نے اجارہ کے اصولوں کو نہ صرف جائز قرار دیا ہے بلکہ اس کے اندر عدل، شفافیت اور ذمہ داری کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک بھی جدید معاشی نظام میں اجارہ کے استعمال کو انہی بنیادی اسلامی اصولوں کے مطابق ہونا چاہیے تاکہ مالیاتی معاملات میں استحکام اور عدل قائم ہو سکے۔

4۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک جدید معیشت میں اجارہ کی اہمیت

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اسلامی معاشیات کے ان مفکرین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے جدید معاشی نظام کے مسائل کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں سمجھنے اور ان کا متبادل پیش کرنے کی سنجیدہ کوشش کی۔ ان کے نزدیک اسلامی مالیاتی نظام کی اصل روح یہ ہے کہ:

معاشی معاملات حقیقی اثاثوں اور حقیقی معاشی سرگرمیوں کے ساتھ وابستہ ہوں۔ اسی تناظر میں وہ اجارہ کو جدید اسلامی مالیاتی نظام کا ایک اہم اور مؤثر ذریعہ قرار دیتے ہیں۔[10]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق جدید سرمایہ دارانہ نظام میں مالیاتی لین دین کا ایک بڑا حصہ قرض اور سود پر مبنی ہے جس کے نتیجے میں معیشت میں عدم توازن، معاشرتی ناانصافی اور مالیاتی بحران پیدا ہوتے ہیں۔

اس کے برعکس اسلامی مالیاتی نظام حقیقی اثاثوں اور پیداواری سرگرمیوں کے ساتھ سرمایہ کاری کو منسلک کرتا ہے۔ اجارہ اسی اصول کی ایک نمایاں مثال ہے کیونکہ اس میں مالیاتی لین دین کسی حقیقی چیز کے استعمال یا منفعت کے بدلے میں ہوتا ہے، نہ کہ محض قرض کے تبادلے کی صورت میں۔[11]

ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک اجارہ جدید اسلامی بینکاری میں خاص طور پر اس لیے اہم ہے کہ یہ سرمایہ کار اور صارف کے درمیان ایک ایسا معاہدہ فراہم کرتا ہے جس کے ذریعے اثاثوں کی فراہمی ممکن ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر گاڑیاں، مشینری، صنعتی آلات اور جائیداد جیسے اثاثے اجارہ کے ذریعے فراہم کیے جاسکتے ہیں۔ اس طریقہ کار میں مالیاتی ادارہ اثاثہ خرید کر اسے کرایہ کی بنیاد پر صارف کے استعمال کے لیے فراہم کرتا ہے، جس کے نتیجے میں سرمایہ کاری بھی ہوتی ہے اور معاشی سرگرمیوں کو بھی فروغ ملتا ہے۔[12]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ اسلامی مالیاتی اداروں کو اجارہ کے استعمال میں شریعت کے اصولوں کی مکمل پابندی کرنی چاہیے۔ ان کے نزدیک اگر اجارہ کے معاہدات کو صرف رسمی یا قانونی حیلے کے طور پر استعمال کیا جائے تو اسلامی معاشیات کے بنیادی مقاصد حاصل نہیں ہوسکتے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اجارہ کے نظام کو اس کی اصل روح کے مطابق نافذ کیا جائے تاکہ اسلامی مالیاتی نظام حقیقی معنوں میں ایک منصفانہ اور متوازن معاشی نظام کے طور پر سامنے آسکے۔

5۔ جدید اسلامی بینکاری میں اجارہ کے عملی اطلاقات

عصر حاضر میں اسلامی بینکاری اور مالیاتی اداروں کی ترقی کے ساتھ اجارہ کے عقد کو عملی طور پر مختلف مالیاتی معاملات میں استعمال کیا جارہا ہے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اسلامی بینکاری کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہیے کہ مالیاتی سرگرمیوں کو حقیقی معاشی سرگرمیوں کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ سرمایہ کاری اور پیداوار کے عمل کو فروغ مل سکے۔ اسی تناظر میں اجارہ ایک ایسا مالیاتی طریقہ ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں کو سودی قرض کے متبادل کے طور پر ایک مؤثر اور عملی راستہ فراہم کرتا ہے۔

اسلامی بینکاری میں اجارہ کا استعمال بالخصوص اثاثہ جاتی مالیات (Asset Financing) کے میدان میں نمایاں طور پر کیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کار میں مالیاتی ادارہ کسی مطلوبہ اثاثہ، جیسے گاڑی، مشینری یا عمارت کو خرید کر صارف کو ایک معین مدت کے لیے کرایہ پر فراہم کرتا ہے۔ اس مدت کے دوران صارف اس اثاثہ سے فائدہ اٹھاتا ہے اور طے شدہ کرایہ ادا کرتا ہے۔ اس طرح مالیاتی ادارہ اور صارف دونوں ایک حقیقی اثاثہ کے ساتھ منسلک رہتے ہیں جس سے معاشی سرگرمیوں کو فروغ ملتا ہے۔[13]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق اجارہ کی ایک اہم شکل اجارہ مع الوعد بالتملیک ہے جس میں کرایہ کی مدت مکمل ہونے کے بعد اثاثہ کی ملکیت صارف کو منتقل کر دی جاتی ہے۔ جدید اسلامی مالیاتی ادارے اس طریقہ کار کو گھروں، گاڑیوں اور صنعتی آلات کی فراہمی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔[14]

ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک یہ طریقہ اسلامی مالیاتی نظام کے اصولوں کے مطابق ہے بشرطیکہ اس میں تمام شرعی شرائط کی مکمل رعایت رکھی جائے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ اسلامی بینکاری میں اجارہ کے استعمال کو محض رسمی یا قانونی متبادل کے طور پر نہیں بلکہ ایک حقیقی معاشی معاہدہ کے طور پر اپنانا چاہیے۔ ان کے نزدیک اگر اجارہ کو صحیح اصولوں کے ساتھ نافذ کیا جائے تو یہ نہ صرف اسلامی بینکاری کو مضبوط بنا سکتا ہے بلکہ جدید معیشت میں ایک متوازن اور مستحکم مالیاتی نظام کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

6۔ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اجارہ کے شرعی اصول اور حدود

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق اجارہ ایک جائز اور معتبر اسلامی مالیاتی عقد ہے، لیکن اس کے استعمال میں شرعی اصولوں اور حدود کی مکمل پاسداری لازمی ہے۔[15]

ان کے نزدیک اجارہ کے معاہدات صرف ایک مالیاتی یا قانونی طریقہ کار نہیں بلکہ ایک حقیقی معاہدہ ہے جس میں انصاف، شفافیت اور حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنانا ضروری ہے۔

1.اجارہ کے بنیادی شرعی اصول

معاہدہ کی وضاحت: اجارہ کے معاہدے میں منفعت، مدت اور معاوضے کی مکمل وضاحت ہونی چاہیے تاکہ کسی قسم کا ابہام یا اختلاف پیدا نہ ہو۔ڈاکٹر صدیقی کے مطابق شفافیت کی کمی معاہدے کی شرعی حیثیت کو متاثر کر سکتی ہے۔[16]

اثاثے یا خدمات کی موجودگی: اجارہ کے معاہدے میں جس چیز یا خدمت کا استعمال فراہم کیا جا رہا ہے، وہ حقیقی اور موجود ہو۔اس کے بغیر اجارہ کا معاہدہ شرعی اعتبار سے جائز نہیں۔ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی نے اس بات پر زور دیا کہ جدید مالیاتی ادارے اکثر اثاثوں کی غیر موجودگی میں معاہدات کرتے ہیں، جو کہ اصولی طور پر درست نہیں۔[17]

معاوضے کی تعیین: اجارہ میں معاوضہ پہلے سے متعین ہونا چاہیے اور اسے بعد میں تبدیل نہیں کیا جانا چاہیے۔یہ شرط اسلامی مالیاتی انصاف کی ضمانت فراہم کرتی ہے اور سود یا دھوکہ سے بچاتی ہے۔

ڈاکٹر صدیقی نے اجارہ کے محدود استعمال کے حوالے سے بھی تنبیہ کی ہے۔ان کے نزدیک، اگرچہ اجارہ جدید بینکاری میں سود سے پاک سرمایہ کاری کے متبادل کے طور پر اہم ہے، لیکن اس کا دائرہ اس حد تک ہونا چاہیے کہ یہ حقیقی معاشی سرگرمیوں اور اثاثوں کے ساتھ منسلک ہو۔غیر حقیقی یا مصنوعی معاملات میں اجارہ کا استعمال شرعی اور عملی دونوں لحاظ سے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

مزید برآں، ڈاکٹر صدیقی نے اس بات پر زور دیا کہ اسلامی مالیاتی اداروں کو چاہیے کہ اجارہ کے معاہدات کو صرف رسمی یا قانونی سہولت کے طور پر استعمال نہ کریں بلکہ ان کے مقاصد کو عملی طور پر نافذ کریں تاکہ معاشی استحکام اور شفافیت کو یقینی بنایا جا سکے۔

7۔ جدید معیشت میں اجارہ کی تحدیدات اور ممکنہ خطرات

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق اجارہ اسلامی مالیاتی نظام میں اہم کردار ادا کرتا ہے، مگر اس کے استعمال میں چند تحدیدات اور خطرات موجود ہیں جنہیں نظر انداز کرنا مناسب نہیں۔[18]

ان تحدیدات کی نشاندہی اس لیے ضروری ہے تاکہ مالیاتی ادارے اجارہ کے نظام کو شریعت کے مطابق مستحکم اور مؤثر طریقے سے نافذ کر سکیں۔

1. غیر حقیقی اثاثوں پر اجارہ

ڈاکٹر صدیقی نے تنبیہ کی ہے کہ اگر اجارہ ایسے اثاثوں یا خدمات پر نافذ کیا جائے جو حقیقی طور پر موجود نہ ہوں، تو یہ معاہدہ شرعی اور عملی طور پر قابل قبول نہیں رہتا۔ جدید مالیاتی ادارے بعض اوقات سرمایہ کار کو فوری فائدہ دینے کے لیے ایسے معاہدات کرتے ہیں جو حقیقی اثاثوں سے منسلک نہیں ہوتے۔ یہ عمل نہ صرف شریعت کے اصولوں کے خلاف ہے بلکہ مالیاتی بحران اور دھوکہ دہی کا سبب بھی بن سکتا ہے۔[19]

2. معاہدے میں غیر شفافیت

اجارہ کے معاہدے میں شفافیت کی کمی بھی ایک اہم خطرہ ہے۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق اگر مدت، کرایہ، یا دیگر شرائط واضح نہ ہوں تو سرمایہ کار اور صارف کے درمیان اختلاف پیدا ہو سکتا ہے، جو قانونی اور معاشی پیچیدگیوں کا باعث بنتا ہے۔[20]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اجارہ کے معاہدے میں شفافیت بنیادی شرط ہے کیونکہ غیر واضح شرائط فریقین کے درمیان تنازعات کو جنم دے سکتی ہیں۔ اس لیے مدت، کرایہ اور دیگر شرائط کی وضاحت نہ صرف شرعی تقاضا ہے بلکہ معاشی استحکام کے لیے بھی ضروری ہے۔

3. سرمایہ کار اور صارف کے حقوق کی خلاف ورزی

ڈاکٹر صدیقی اجارہ میں حقوق کی ادائیگی پر خصوصی زور دیتے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے صارف یا سرمایہ کار کے حقوق ضائع ہوں، جیسے کرایہ کی بروقت ادائیگی نہ ہونا یا اثاثے کی ناقص حالت میں فراہم ہونا، تو معاہدہ اپنی شرعی حیثیت کھو دیتا ہے۔[21]

4. جدید بینکاری میں مصنوعی استعمال

جدید بینکاری میں اجارہ کا بعض اوقات مصنوعی استعمال کیا جاتا ہے، جہاں حقیقی معاشی سرگرمی کے بغیر معاہدات کئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک یہ عمل شریعت کے اصولوں کے منافی ہے اور اسلامی مالیاتی نظام کی روح کے خلاف ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اجارہ ہمیشہ حقیقی اور شفاف معاشی سرگرمی کے لیے استعمال ہو۔

ڈاکٹر صدیقی کی یہ تنبیہات جدید بینکاری اور مالیاتی اداروں کے لیے ایک رہنمائی کا کام کرتی ہیں تاکہ اجارہ کا نظام حقیقی اثاثوں اور شفاف معاہدات پر مبنی ہو اور اسلامی مالیاتی اصولوں کے مطابق صحیح معنوں میں کام کرے۔

8۔ ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تجاویز برائے اسلامی مالیاتی اداروں میں اجارہ کے موثر نفاذ

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اسلامی مالیاتی اداروں میں اجارہ کے مؤثر نفاذ کے لیے چند اہم تجاویز اور رہنما اصول مرتب کیے جا سکتے ہیں تاکہ یہ نظام نہ صرف شرعی اصولوں کے مطابق ہو بلکہ جدید معیشت میں بھی حقیقی اثر ڈالے۔[22]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اجارہ کے مؤثر نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارے اسے شرعی اصولوں اور حقیقی معاشی سرگرمیوں کے ساتھ مربوط رکھیں۔ اس طرح اجارہ نہ صرف سودی نظام کا متبادل بن سکتا ہے بلکہ جدید معیشت میں ایک مؤثر اور مستحکم مالیاتی نظام کی بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔

1. حقیقی اثاثوں کے ساتھ منسلک اجارہ

ڈاکٹر صدیقی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اجارہ کے معاہدے صرف حقیقی اور موجود اثاثوں یا خدمات کے لیے ہونے چاہئیں۔ اس سے نہ صرف شرعی مطابقت برقرار رہتی ہے بلکہ مالیاتی لین دین میں شفافیت اور اعتماد بھی قائم ہوتا ہے۔[23]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق اجارہ کا حقیقی اور موجود اثاثوں کے ساتھ وابستہ ہونا اس کی شرعی حیثیت، شفافیت اور مالیاتی اعتماد کو یقینی بناتا ہے۔

2. شفاف اور واضح معاہدات

تمام اجارہ کے معاہدات میں مدت، کرایہ، خدمات اور حقوق کی مکمل وضاحت ہونی چاہیے۔ ڈاکٹر صدیقی کے مطابق شفافیت کی کمی معاہدے کی شرعی اور قانونی حیثیت کو متاثر کر سکتی ہے۔ واضح معاہدات سرمایہ کار اور صارف دونوں کے مفادات کی حفاظت کرتے ہیں اور ممکنہ تنازعات کو کم کرتے ہیں۔[24]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اجارہ کے معاہدات میں مدت، کرایہ اور حقوق کی واضح تعیین شفافیت کو یقینی بناتی ہے اور فریقین کے درمیان ممکنہ تنازعات سے بچاتی ہے۔

3. صارف اور سرمایہ کار کے حقوق کی ضمانت

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اجارہ کے نظام میں سرمایہ کار اور صارف کے حقوق کی حفاظت بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ بروقت ادائیگی، اثاثے کی مکمل فراہمی اور دیگر ذمہ داریوں کی تعمیل اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ معاہدہ اسلامی مالیاتی اصولوں کے مطابق ہو۔

4. تعلیمی اور تربیتی پروگرام

ڈاکٹر صدیقی یہ تجویز بھی پیش کرتے ہیں کہ اسلامی مالیاتی ادارے اپنے عملے کے لیے تعلیمی اور تربیتی پروگرام مرتب کریں تاکہ اجارہ کے معاہدات کی شرعی اور عملی پہلوؤں سے مکمل واقفیت ہو۔ اس سے نہ صرف نظام کی درستگی بڑھے گی بلکہ صارفین کے ساتھ شفاف تعلق بھی قائم ہوگا۔[25]

5. معیاری نگرانی اور رپورٹنگ

ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک مؤثر نفاذ کے لیے معاہدات کی نگرانی اور رپورٹنگ لازمی ہے۔ یہ نہ صرف ممکنہ شرعی خلاف ورزیوں کو روکتا ہے بلکہ مالیاتی ادارے کی شفافیت اور اعتماد میں بھی اضافہ کرتا ہے۔

ان تجاویز کے ذریعے اجارہ کا نظام ایک مضبوط، شفاف اور مؤثر مالیاتی نظام کے طور پر کام کر سکتا ہے جو سود سے پاک سرمایہ کاری اور حقیقی معاشی ترقی کے لیے معاون ثابت ہو۔

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی تنقیدی آراء: اجارہ اور جدید مالیاتی خطرات

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی اجارہ کے نظام کو جدید مالیاتی اداروں میں مؤثر اور سود سے پاک متبادل کے طور پر دیکھتے ہیں، تاہم وہ اس بات پر بھی زور دیتے ہیں کہ اس نظام میں کچھ خطرات موجود ہیں جن کا ادراک اور تدارک ضروری ہے۔[26]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے نزدیک اجارہ سودی نظام کا مؤثر متبادل ہو سکتا ہے، تاہم اس کے ممکنہ خطرات سے آگاہی اور ان کا بروقت تدارک ضروری ہے۔

1. مصنوعی مالیاتی معاہدات

ڈاکٹر صدیقی نے انتباہ کیا ہے کہ بعض بینکاری ادارے اجارہ کے معاہدات کو صرف رسمی یا قانونی متبادل کے طور پر استعمال کرتے ہیں، جس میں حقیقی اثاثے یا خدمات شامل نہیں ہوتیں۔ یہ عمل نہ صرف شرعی اصولوں کے خلاف ہے بلکہ سرمایہ کار اور صارف دونوں کے لیے مالیاتی خطرہ پیدا کرتا ہے۔[27]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق اجارہ کا محض رسمی استعمال اور حقیقی اثاثوں سے عدم وابستگی شرعی اصولوں کی خلاف ورزی کے ساتھ مالیاتی خطرات کو بھی جنم دیتی ہے۔

2. مارکیٹ کے غیر متوقع تغیرات

جدید معیشت میں مارکیٹ کے تغیرات اور قیمتوں کی غیر یقینی صورتحال اجارہ کے معاہدات کے لیے چیلنج پیدا کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک ایسے حالات میں اگر معاہدے میں حفاظتی شقیں نہ ہوں تو سرمایہ کار یا صارف نقصان کا شکار ہو سکتے ہیں۔[28]

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق مارکیٹ کی غیر یقینی صورتحال کے پیش نظر اجارہ کے معاہدات میں حفاظتی شقوں کی موجودگی سرمایہ کار اور صارف کو ممکنہ مالی نقصان سے بچانے کے لیے ضروری ہے۔

3. شفافیت اور نگرانی کا فقدان

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے مطابق اجارہ کے معاہدات میں شفافیت اور مؤثر نگرانی کی کمی ایک بڑا خطرہ ہے۔ غیر واضح معاہدات یا نگرانی کی کمی سے نہ صرف حقوق متاثر ہوتے ہیں بلکہ مالیاتی نظام میں اعتماد بھی مجروح ہوتا ہے۔

4. پیچیدہ مالیاتی ڈھانچے

جدید بینکاری میں اجارہ کے بعض پیچیدہ ڈھانچے، جیسے اجارہ مع الوعد بالتملیک، اگر شفاف اور واضح نہ ہوں تو صارف یا سرمایہ کار کے لیے خطرہ بن سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی نے تنبیہ کی کہ مالیاتی ادارے معاہدات کو جتنا ممکن ہو سیدھا اور شفاف رکھیں تاکہ شرعی اور عملی دونوں معیار پورے ہوں۔

ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کی یہ تنقیدی آراء اسلامی مالیاتی اداروں کو رہنمائی فراہم کرتی ہیں کہ اجارہ کے نظام میں حقیقی اثاثوں، شفافیت، حقوق کی ادائیگی اور نگرانی کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ اس سے نہ صرف اسلامی بینکاری کے اصول مضبوط ہوں گے بلکہ سرمایہ کاری اور معیشت میں استحکام بھی ممکن ہو گا۔

نتائج

- ڈاکٹر نجات اللہ صدیقی کے افکار اور تحقیقی مباحث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اجارہ اسلامی مالیاتی نظام میں نہایت اہم اور مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے، بشرطیکہ اس کا نفاذ شریعت کے اصولوں، حقیقی اثاثوں اور شفاف معاہدات کے مطابق کیا جائے.
- ڈاکٹر صدیقی کے نزدیک اجارہ کا سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ یہ سرمایہ کاری کو حقیقی اثاثوں اور پیداواری سرگرمیوں کے ساتھ جوڑتا ہے، جس سے معاشی استحکام پیدا ہوتا ہے۔
- اجارہ کے معاہدات میں شفافیت، مدت، کرایہ اور حقوق کی مکمل وضاحت ضروری ہے تاکہ شرعی اصولوں اور مالیاتی انصاف کو یقینی بنایا جاسکے۔
- ڈاکٹر صدیقی کے مطابق یہ جدید طریقہ سرمایہ کاری اور صارفین کے لیے فائدہ مند ہے، بشرطیکہ معاہدہ شفاف اور حقیقی اثاثے کے ساتھ منسلک ہو۔
- مصنوعی مالیاتی معاہدات، غیر حقیقی اثاثے، شفافیت کی کمی اور پیچیدہ ڈھانچے اجارہ کے استعمال میں خطرات پیدا کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صدیقی ان خطرات کی نشاندہی کرتے ہیں تاکہ مالیاتی ادارے محتاط رہیں.

سفارشات

- اسلامی مالیاتی اداروں کو چاہیے کہ اجارہ کے معاہدات صرف حقیقی اور موجود اثاثوں یا خدمات کے لیے ہوں تاکہ شریعت کے اصول اور مالیاتی استحکام دونوں قائم رہیں۔
- اجارہ کے معاہدات میں مدت، کرایہ، حقوق اور ذمہ داریوں کی مکمل وضاحت ضروری ہے تاکہ سرمایہ کار اور صارف کے حقوق محفوظ رہیں۔
- مالیاتی اداروں کو اپنے عملے کے لیے اجارہ کے شرعی و عملی اصولوں پر تربیتی پروگرام مرتب کرنے چاہیے تاکہ نظام مؤثر اور شفاف ہو۔
- اجارہ کے معاہدات کی مؤثر نگرانی اور رپورٹنگ کے ذریعے نہ صرف ممکنہ خلاف ورزیوں کو روکا جا سکتا ہے بلکہ ادارے کی شفافیت اور اعتماد بھی بڑھتا ہے۔
- پیچیدہ اور غیر واضح ڈھانچوں سے گریز کیا جائے تاکہ صارف اور سرمایہ کار دونوں کے لیے نظام قابل فہم اور محفوظ رہے۔

[1] M. Nejatullah Siddiqi, Muslim Economic Thinking: A Survey of Contemporary Literature (Leicester: The Islamic Foundation, 1981), p 45.

M. Nejatullah Siddiqi, Muslim Economic Thinking: A Survey of Contemporary Literature (Leicester: The Islamic Foundation, 1983), p 67.

[3] Siddiqi, M. Nejatullah, Islamic Banking and Finance in Theory and Practice: A Survey of State of the Art, Jeddah: Islamic Research and Training Institute (Islamic Development Bank, 2006), p 112.

[4] M. Nejatullah Siddiqi, Teaching Economics in Islamic Perspective, Jeddah: Islamic Research and Training Institute (Islamic Development Bank), 1996, p 84.

[5] Siddiqi, Issues in Islamic Banking, 1983, p 71.

[6] Siddiqi, Islamic Banking and Finance in Theory and Practice, p 118.

[7] القرآن الکریم، سورۃ القصص،28:27۔

[8] Muhammad ibn Yazid Ibn Mājah, Sunan Ibn Mājah, Kitāb al-Ruhūn, Hadith No. 2443 (Beirut: Dār al-Fikr).

[9] Al-Bukhārī, Muhammad ibn Ismāʿīl, Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Ijārah, Hadith No. 2227 (Beirut: Dār Ibn Kathīr).

[10] Siddiqi, Muslim Economic Thinking, 1981, p 102.

[11] Siddiqi, Banking Without Interest, p 89.

[12] Siddiqi, Islamic Banking and Finance in Theory and Practice, p 125.

[13] Siddiqi, Issues in Islamic Banking, 1983, p 93.

[14] Siddiqi, Islamic Banking and Finance in Theory and Practice, p 132.

[15] Siddiqi, Banking Without Interest, p 101.

[16] Siddiqi, Muslim Economic Thinking, 1981, p 108.

[17] Siddiqi, Issues in Islamic Banking, 1983, p 98.

[18] Siddiqi, Banking Without Interest, p 105.

[19] Siddiqi, Islamic Banking and Finance in Theory and Practice, p 137.

[20] Siddiqi, Banking Without Interest, p 109.

[21] Siddiqi, Issues in Islamic Banking, 1983, p 101.

[22] Siddiqi, Muslim Economic Thinking, 1981, p 115.

[23] Siddiqi, Banking Without Interest, p 112.

[24] Siddiqi, Islamic Banking and Finance in Theory and Practice, p 140.

[25] Siddiqi, Issues in Islamic Banking, 1983, p 107.

[26] Siddiqi, Islamic Banking and Finance in Theory and Practice, p 145.

[27] Siddiqi, Banking Without Interest, p 118.

[28] Siddiqi, Issues in Islamic Banking, 1983, p 110.